

پڑے گی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ فرمائیے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيْهِ بَاسٌ شَدِيْدٌ وَمَنْ اَفْعَالِ النَّاسِ (الحديد-۲۵)

(ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیبت ہے اور لوگوں کے لئے طرح طرح کے فائدے ہیں) یہ آیت لوہے کے استعمال کی طرف اشارہ کرتی ہے اس سے ہیبت یعنی تباہی کی چیزیں بن سکتی ہیں اور فائدہ بھی۔ چنانچہ اس کا ماہرانہ استعمال ٹیکنالوجی کو فروغ دیتا ہے۔ مگر افسوس کے ہم نے لوہے کی ہیبت دیکھی نہ اس کے فائدے۔ اس کے برعکس اقوام عالم نے لوہے کو قومی، سیاسی اور معاشی استحکام کا ذریعہ بنالیا اور آج انہوں نے لوہے کی بدولت جو ترقی کی ہے اس کو ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہم نے قرآن کے اس اشارے کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس طرح قرآن میں مختلف جگہ آیا ہے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کی ہر چیز کو ہمارے لئے مخرک یا مخرک ہے۔ مخرک لغوی معنی ہیں تالغ کیا ہوا۔ ہماری عدم تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دھوپ میں کپڑا سکھاتے رہے اور دیگر اقوام تحقیق کر کے سورج کی توانائی سے مختلف اقسام کے فائدے اٹھاتے رہے اور چند ہی دنوں میں وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ دھوپ سے چلنے والی موٹر گاڑیاں، مشینیں اور کئی گھریلو استعمال کے سامان ایجاد کر دیں۔ اسی طرح خلاء سے جو فائدے اٹھائے جا رہے ہیں ہم ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔

﴿تعارف قرآن﴾

قرآن کا مفہوم:

قرآن عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی بہت پڑھی جانے والی اور جمع شدہ کتاب کے ہیں۔ قرآن کا مادہ ”قرء“ ہے جس کے معنی پڑھنا اور جمع کرنا کے ہیں۔ قرآن حکیم وہ عظیم کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل فرمائی۔ اس کا نزول تقریباً 23 سال ہے جس میں سے 13 سال مکہ کی زندگی کے اور 10 سال مدنی زندگی کے ہیں۔

وحی:

ہر جاندار مخلوق میں یہ فطری طور پر داخل ہے کہ وہ بغیر دیکھے کچھ کام کرتا ہے۔ ایسے علم کو علم فطرت کہتے ہیں۔ لیکن انسانوں کیلئے علم فطرت کے علاوہ ہدایت و رشد کا ذریعہ وحی الہی ہے۔ لغت میں وحی کے معنی تیزی سے اشارہ کرنا، چپکے چپکے بات کرنا، دل میں ڈالنا اور پیغام دینا وغیرہ کے ہیں۔ لیکن اصطلاح شریعت میں وحی سے مراد خاص فیہی طریقہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کسی نبی تک کوئی پیغام یا بات پہنچاتا ہے۔ لفظ وحی قرآن مجید میں گیارہ مختلف مقامات پر اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو زبان اور کان کی مدد کے بغیر کسی تک پہنچا ہو۔ ایسے پیغام کہ جہاں سے تعبیر کا مگما ہے۔ ارشاد ہے:-

”وَاَوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى النَّفْلِ“ (النحل ۶۸)

(تیرے رب نے شہد کی بکھی کی طرف وحی کی)۔

”وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی اٰمُرْمُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِيْهِ“ (القصص ۷)

(اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں بات ڈال دی کہ وہ اس کو دودھ پلائے)

”وَ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَ النَّبِيِّنَّ مِنْ بَعْدِهٖ“ (النساء ۱۶۳)

(اے محمد ﷺ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جس طرح ہم نے نوح علیہ السلام اور دوسرے

نبیوں کی طرف جو ان کے بعد ہوئے بھیجی)

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام، واسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی تھی ان تمام انبیاء کرام پر مراد کلام الہی کی وحی ہے جس کے مخاطب انبیاء کرام ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوئی۔

وحی کی اقسام

۱۔ وحی متلو ۲۔ وحی غیر متلو

۱۔ وحی متلو:

وہ وحی ہے جسے جبرائیل امین لے کر نازل ہوئے۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی جانب سے نازل ہوئے۔ یعنی قرآن مجید، اسکی تلاوت امت پر فرض ہے۔ وحی متلو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ تواتر روایت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ (النجم ۳-۴)

(اور نہ آپ ﷺ نہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں بلکہ (ان کا ارشاد میری) وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے)۔

۲۔ وحی غیر متلو:

وہ وحی ہے جو براہ راست حضور اکرم ﷺ پر مفہوم کی شکل میں آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوئی اور آپ نے اپنے الفاظ میں اس کی تعبیر فرمائی۔ اس وحی کا دوسرا نام حدیث مبارک بھی ہے۔ اس وحی کی تلاوت عام امت پر فرض نہیں۔ اس لئے اس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ اس کو حسب ضرورت پڑھایا جاتا ہے۔ نزول وحی کی مختلف صورتیں۔

- ۱۔ القاء
- ۲۔ فرشتے کا انسانی صورت میں آنا
- ۳۔ فرشتے کا اپنی اصلی صورت میں آنا
- ۴۔ پس پردہ گفتگو
- ۵۔ سچے خواب
- ۶۔ گھنٹی کی آواز

۱۔ القاء:

قرآن میں اللہ سے ہم کلامی کی صورتیں یہ ہیں:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكَلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ قُدْرَاتِي جِبَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ (شوری 51)

(کسی انسان کے شایان شان نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر (الہام کے ذریعے) وحی کے ذریعے یا پروردگار کے پیچھے یا قاصد کو بھیجے وہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی بھیجے)

۲۔ سچے خواب:

انبیاء کرام کے خواب امر الہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الصف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے:

”قَالَ يَبْنَؤُ رَأْيِي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَأْتِي“ (الصف ۱۰۲)

(بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر تیری کیا رائے ہے)

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواباً حضرت ابراہیم سے کہا:

”يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ“ (الصف ۱۰۲-۱۰۵)

(ابا حضور آپ وہ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اس (ابراہیم) نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے

ندادی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں)

آیات بالا میں خواب کو امر ربی یعنی اللہ کا حکم قرار دیا گیا۔

۳۔ فرشتے کا انسانی صورت میں آنا:

وحی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ کبھی کبھی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام انسانی شکل میں بھی تشریف

لایا کرتے تھے۔ اکثر حضرت وحیہ کبھی صحابی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

۴۔ پس پردہ گفتگو:

یہ وحی کی وہ شکل ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتہ حضرت جبرائیل کے توسط سے بغیر نبی

سے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے، جیسے حضرت موسیٰ سے کوہ طور پر اور آنحضرت ﷺ سے شب معراج پر

براہ راست اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے۔

۵۔ گھنٹی کی آواز:

کبھی کبھار وحی گھنٹی کی صورت میں نازل ہوتی۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت عائشہ سے

نقل کیا گیا ہے۔ گھنٹی کی آواز کی مانند ہوتی۔ جس سے حضور پیغام وصول کر لیتے اس کی مثال جدید دور کے ٹیلی

۶۔ فرشتے کا اصل صورت میں آنا:

یہ وحی کی اعلیٰ ترین صورت ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام اللہ کا کلام لیکر نبی ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور اپنی اصل شکل میں حاضر ہوئے۔ ایسا دو مرتبہ ہوا کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل کو اصل شکل

میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا تھا۔ یہ احادیث ان

﴿الہام﴾

مخفی طریقہ پیغام کیلئے ایک اور لفظ الہام استعمال ہوتا ہے۔ الہام کا لغوی معنی دل میں کوئی بات ڈال دینا ہے۔ فکر و سوچ پیدا کرنے اور فطرت میں کوئی چیز وایت کرنا بھی الہام میں داخل ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔ **فَاللَّهُمَّ اجُوزْهَا وَتَقَوُّلَهَا** (القصص ۸) (پس اس نے اس نفس انسان کو نیکی اور بدی سمجھا دیا)۔
وحی اور الہام میں فرق:

لغوی طور پر وحی اور الہام کا ایک ہی مفہوم ہے لیکن شرعی اصطلاح میں دونوں میں فرق ہے۔ وحی کا لفظ صرف نبی پر نازل ہونے والے پیغام کیلئے مخصوص ہے اور الہام عمومی ہے کسی بھی انسان کو اللہ کر دیتا ہے۔ وحی کی اجاز ضروری ہے جبکہ الہام کیلئے ایسا نہیں۔

﴿نزول قرآن﴾

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام / کلام ہے جو آنحضور ﷺ پر نازل ہوا۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ پر وحی کی ابتداء روایا صادقہ (سچے خوابوں) سے ہوئی۔ آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح حقیقت پر مبنی ہوتا۔ (فتح الباری)

پھر آپ کی طبیعت رفتہ رفتہ خلوت اور تنہائی کی طرف مائل ہوتی گئی اور آپ ﷺ غار حرا میں جا کر خلوت فرماتے اور کئی کئی راتیں تھکروندہ عبادت و بندگی میں گزر جاتیں۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ جب آپ کی عمر مبارک ۴۰ سال کو پہنچی آپ حسب معمول غار حرا میں تشریف فرما عبادت الہی میں مصروف تھے کہ دفعۃً ایک فرشتہ اجل قارحہ کے اندر آیا اور آپ سے کہا ”اقرا“ (پڑھیے) آپ ﷺ نے فرمایا: انا انا بقاری (میں پڑھ نہیں سکتا)۔ اور ایسا نہیں مرجہ ہوا اس پر فرشتے نے آپ کو بغل گیر کر کے زور سے دبایا۔ چوتھی بار فرشتے نے آپ ﷺ کو سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور پھر پڑھنے کو کہا اور پھر خود سورۃ علق کی یہ ابتدائی (5) پانچ آیات پڑھیں:-

”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ

الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“ (سورۃ العلق - ۵ تا ۱)

(اپنے اس پروردگار کے نام سے پڑھے، جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، پڑھئے اور آپ کا پروردگار سب سے بزرگ ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے معلوم نہ تھا)

رسول اکرم ﷺ اس پیغام ربانی کو لے کر گھر پہنچے۔ حضرت خدیجہ سے فرمایا: ”ذملونی ذملونی“ (مجھے کبل اوڑھاؤ، مجھے کبل اوڑھاؤ) جب ذرا سکون ہوا تو آپ نے تمام ماجرا حضرت خدیجہ کو سناتے ہوئے فرمایا: ”لقد غشيت على نفسي“ (مجھے اپنی جان کا ڈر ہے) (بخاری شریف کتاب الوعی ۳) حضرت

خدیجہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل جو عیسائیت کے بہت بڑے عالم تھے، کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے تمام واقعہ سن کر کہا یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم گھر سے نکال دے گی تو میں آپ کی مدد کرتا۔ آپ نے پوچھا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ تو ورقہ نے کہا ”ہاں جو بھی یہ پیغام لے کر آتا ہے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے“ (صحیح بخاری)

پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ وحی رک گئی۔ اس عرصہ کو ”فترۃ الوحی“ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

قرآنی سورتوں کی تقسیم بلحاظ نزول:

نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کی سورتوں کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ مکی ۲۔ مدنی

مکی: وہ سورتیں جو مکہ سے ہجرت کرنے سے قبل نازل ہوئیں۔ ان کو مکی کہتے ہیں۔ ان کی تعداد ۸۶ ہے۔

مدنی: وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں ان کو مدنی سورتیں کہتے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۸ ہے۔ نزول قرآن کا مکی دور تیرہ سال پر محیط ہے جبکہ مدنی دور ۱۰ سالہ ہے۔ اس طرح قرآن مجید کا کل عرصہ نزول تقریباً ۲۳ سال (۲۲ سال ۲۲ دن) بنتا ہے۔

تقسیم بلحاظ ترتیب:

۱۔ ترتیب نزولی ۲۔ ترتیب توقیفی

قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کی ترتیب دو طرح سے ہے۔ ایک نزول کی ترتیب اور ایک موجودہ ترتیب۔ دونوں ایک جیسی نہیں ایک نزول کی ترتیب، قرآن جس طرح نازل ہوا، اس کی موجودہ ترتیب کو ترتیب توقیفی کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کے حکم سے حضور نے یہ ترتیب مقرر فرمائی۔

علوم خمسہ

علوم خمسہ: جن کو علوم پنجگانہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ہمیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی اصول تفسیر مشہور تصنیف ”الغور الکبیر“ میں سے ملتے ہیں۔ شاہ صاحب کے نزدیک پورے قرآن مجید میں پانچ علوم ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ پورا قرآن مجید ان پانچ علوم سے میں باہر نہیں ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ”الغور الکبیر“ کے باب اول میں بیان فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں جو معانی اور مطالب بیان کیے گئے ہیں، وہ صرف پانچ قسم کے ہیں۔ ان پانچ قسموں کو ”علوم پنجگانہ“ یا ”علوم خمسہ“ کا نام دیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک ”علوم خمسہ“ درج ذیل ہیں:

۱. علم الاحکام ۲. علم التذکیر بالایام اللہ ۳. علم التذکیر بالاء اللہ

۴. علم التذکیر بالایام اللہ ۵. علم التذکیر بالموت وما بعده

۱. ”علوم خمسہ“ کی تشریح درج ذیل ہے۔

علم الاحکام: احکام دو طرح کے ہوتے ہیں، نمبر ۱۔ ایسے احکام جن کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور نمبر ۲۔ وہ احکام جن سے روکنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے واجب، مستحب، مکروہ، اور حرام وغیرہ آجاتے ہیں جن کا تعلق چاہے تو عبادات سے ہوں یا معاملات سے ہوں، یا تدبیر منزل سے ہوں۔ یا ملکی سیاست سے ہوں۔ اس کام کی ذمہ داری شاہ صاحب کے نزدیک فقہاء کے سپرد ہے۔ یعنی یہ فقہاء بتلائیں گے کہ یہ امر واجب ہے مستحب ہے مکت ہے۔ مکروہ ہے یا حرام ہے۔

۲. علم المخاصمہ (علم مناظرہ)

قرآن مجید کے اندر جن لوگوں سے مناظرہ کا تذکرہ موجود ہے وہ چار قسم کے ہیں نمبر ۱۔ یہود، ۲۔ نصاریٰ، ۳۔ مشرکین، ۴۔ منافقین، شاہ صاحب کے نزدیک مناظرہ کا کام متکلمین کے ذمہ ہے۔ متکلمین اس کام کو انجام دیتے ہوئے یہود و نصاریٰ کے باطل عقائد اور شبہات کا رد کریں۔

۳. علم التذکیر بالاء اللہ

اس علم کے اندر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق یعنی زمین و آسمان جیسی مخلوق کی طرف توجہ کرنے کی ربت دلائی گئی ہے۔ اور غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو مخلوق ہے مثلاً بادلوں سے مینہ کا برسنہ، چشموں کا جاری ہونا، پانی سے کھیتی کا لکھنا، سمندروں اور پہاڑوں کا پیدا کرنا۔ ان سب کی طرف غور کرنے کا حکم ہے تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ پر ہی ایمان لانے کیلئے اور غیروں سے منہ موڑنا چاہیے۔

۴. علم التذکیر بالایام اللہ:

قرآن مجید میں اللہ پاک نے دو قسم کے لوگوں کے تاریخی واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ ان اقوام کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، وغیرہ۔ دوسرے ان لوگوں کے واقعات بیان فرمائے ہیں جنہوں نے اللہ کی فراموشی اس کی ہدایت اور تعلیمات پر عمل کیا۔ جیسے حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، علیہم السلام، تاکہ لوگ ان ہستیوں کے نقش قدم پر چل کر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔

۵. علم التذکیر بالموت وما بعده:

اس سے مراد موت اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات و واقعات کا علم، یہ عالم فانی ہے جو باختر کا رخا ہو جائے گا۔ قرآنی عقیدہ کے مطابق جب قیامت برپا ہوگی تو انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کا حساب و کتاب ہونے کے بعد جزا و سزا کا فیصلہ صادر ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں موت اور موت کے بعد

پیش آنے والے حالات و واقعات کا تذکرہ مندرجہ ذیل مضامین کے حوالہ سے کیا گیا ہے:

فنا، موت، قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب، میزان، جزا و سزا، جنت، جہنم یہ تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کہ انسان کو آخرت کا علم حاصل ہو اور وہ آخرت کی بہتری کیلئے اس دنیا میں احکام الہی کے مطابق اعمال صالحہ بجالانے کی طرف راغب ہو۔ مندرجہ بالا امور سے آگاہی حاصل کرنے والا ”مذکر“ کہلاتا ہے جسے ”واعظ“ بھی کہا جاسکتا ہے۔

علوم خمسہ میں سے ہر ایک علم کی بے شمار شاخیں ہیں اور علمائے کرام نے ہر شاخ کو علیحدہ علیحدہ نام سے موسوم کیا ہے، مثلاً: علم التوحید، علم العقائد، علم الفرائض، علم الاوامر، علم النہی، علم القصص، علم الامثال، علم المیراث، علم الکلام، علم المنطق، علم الصرف، علم الفقہ، علم الارض، علم السموات۔

﴿جمع و تدوین قرآن﴾

جمع و تدوین کے ادوار:

۱۔ پہلا عہد رسالت:

اس سلسلے میں سب سے پہلے حضور ﷺ کا عہد مبارک ہے یہ وہ زمانہ ہے جب قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ اور جتنا نازل ہوتا تھا آپ اس کی حفاظت کا اہتمام دو طرح سے فرماتے۔

۱۔ کتابت (لکھنا)

۲۔ حفظ (زبانی یاد کرنا)

۳۔ کتابت:

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں کتابت کے دو طریقے تھے: